

غذا کا استعمال

(اسوۂ حسنہ کی روشنی میں)

سید جلال الدین عمری

جسم کے لیے غذا کی جتنی اہمیت ہے اتنی ہی اہمیت اس بات کی ہے کہ وہ اصول صحت کے مطابق ہو۔ اس کے بغیر ہی نہیں کہ غذا سے کما حقہ فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا بلکہ بسا اوقات وہ صحت کے لیے مضر اور نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے۔ غذا سے متعلق اسلام کی تعلیمات میں اصول صحت کی پوری رعایت موجود ہے۔ ان پر عمل سے صحت پر خوش گوار اثرات مرتب ہوتے ہیں اور آدمی امراض سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ یہاں پہلے بعض عمومی ہدایات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد یہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ شریعت نے کھانے کا کیا طریقہ بتایا ہے اور اس سلسلہ میں کن آداب کو ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ شریعت نے جن باتوں کی رعایت کی تعلیم دی ہے ان کا ہماری صحت سے کتنا گہرا تعلق ہے؟

میٹھے پانی کا اہتمام

صحت کے لیے صاف اور میٹھے پانی کی بنیادی اہمیت ہے۔ گند سے اور ناپاک پانی سے بہت سی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ صاف اور شیریں پانی استعمال ہو تو آدمی ان بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے اور اس کی صحت برقرار رہ سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے اس کا اہتمام ثابت ہے۔

حضرت ابو طلحہؓ کا کھجور کا ایک باغ دیر جا، نام کا تھا۔ یہ مسجد نبوی کے سامنے واقع تھا۔ اس کا پانی صاف اور میٹھا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے تھے۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لیے میٹھے پانی کا خاص اہتمام بھی ہوا تھا ہجرت کے بعد مدینہ منورہ پہنچ کر آپ حضرت ابوالیوب انصاریؓ کے مہمان ہوئے۔ وہ آپ کے لیے حضرت انسؓ کے والد مالک بن نضر کے کنوئیں سے میٹھے پانی کا انتظام کرتے تھے۔
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بیوت سقیاء سے آپ کے لیے پانی لایا جاتا تھا۔ مدینہ سے اس کا کافی فاصلہ تھا۔ امام قتیبہ کا بیان ہے کہ دو دن کا فاصلہ تھا۔

ریاح الاسود جو آپ کے غلام تھے وہ ایک مرتبہ آپ کے لیے بئر عرس سے پانی لاتے تو دوسری بار بیوت سقیاء سے فراہم کرتے۔

حضرات انسؓ، ہندہؓ اور حارثہؓ جو حضرت اسماءؓ کی اولاد ہیں ازواج مطہرات کے گھروں میں بیوت سقیاء سے پانی پہنچاتے تھے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھوک محسوس کی۔ آپ ایک انصاری (حضرت ابوالہثیمؓ) کے گھر کی طرف چلے تو دونوں بزرگ بھی ساتھ ہو گئے۔ جب گھر پہنچے تو ان کی اہلیہ نے خوش آمدید کہا اور بتایا اذہب لیستعذب الماء کہ وہ میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنے میں ابوالہثیمؓ بھی پہنچ گئے اور آپ حضرات کی ضیافت کی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اپنے اور گھر والوں کے لیے میٹھے پانی کا اہتمام فرماتے تھے۔ ابن بطال کہتے ہیں کہ میٹھے پانی کا اہتمام زہد کے منافی نہیں ہے۔ یہ تعیش بھی نہیں ہے جس کی مذمت کی گئی ہے۔ میٹھا پانی پینا اور اسے منگوانا مباح ہے صلحاء کا اس پر عمل رہا ہے۔ کھاری پانی کے استعمال میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔

غذا کا اہتمام کیا جاسکتا ہے

جسم کی بہتر نشوونما اور صحت کے لیے اچھی اور مناسب غذا ضروری ہے۔ اس کا

۱۔ فتح الباری : ۴۲/۱۰

۲۔ البوراء و کتاب الاشریہ : باب فی الیک، الآئینۃ

۳۔ فتح الباری : ۴۲/۱۰

۴۔ اس واقعہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مسلم، کتاب الاشریہ : باب جواز استبراء غیرہ الی دار من شیئ برضاه۔

۵۔ فتح الباری : ۴۲/۱۰ - ۴۵

انتہام تقویٰ اور دین داری کے خلاف نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ہو چکا تھا۔ میں بہت دلی تپتی تھی میری والدہ چاہتی تھیں کہ میں تندرست اور موٹی ہو جاؤں تاکہ رخصتی ہو سکے۔ اس کے لیے وہ بطور علاج بہت سی چیزیں کھلایا کرتی تھیں لیکن ان کی طرف میری بالکل رغبت نہیں ہوتی تھی پھر انہوں نے مجھے کھجور اور ککڑھی کا استعمال کرایا تو میں خوب موٹی ہو گئی۔

بھی اور عمدہ غذاؤں کا جواز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے دین کی خاطر فقر و فاقہ بھی کیا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اچھا کھلایا تو اچھا کھایا بھی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم رسول الله صلى الله عليه وسلم حلوا اور

يحب الحلوا والعسل^۱ شہد کو پسند فرماتے تھے۔

امام نووی علماء کی رائے نقل فرماتے ہیں کہ حلوا سے مراد کوئی خاص قسم کا حلوا نہیں ہے بلکہ میٹھی چیز ہے۔ شہد کا الگ سے ذکر اس کی اہمیت کی وجہ سے ہے۔ اس حدیث میں ہر طرح کی لذیذ غذا میں اور پاکیزہ چیزیں کھانے کا جواز موجود ہے۔ یہ چیز زبردہ مراقبہ (توجہ الی اللہ) کے منافی نہیں ہے، خاص طور پر اگر وہ اتفاق سے مل جائے۔^۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انسؓ ایک پیالہ کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں:-

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لقد سقيت رسول الله صلى

کو اپنے اس پیالے سے شہد، نمید، پانی

الله عليه وسلم قدحى هكذا

اور دودھ سب ہی مشروبات پائے ہیں۔

الشراب كله العسل والنميد والحما^۳

۱۔ ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی المسنة، ابن ماجہ، کتاب الاطعمه، باب انقضاء الوطء، صحیحان۔

۲۔ بخاری، کتاب الاطعمه، باب الحلوا والعسل، مسلم، کتاب الطلاق، باب وجوب الكفاة علی من زوج امرأته

ولم يوافق - ۱۱۷ - شرح نووی: شرح مسلم ۳، ج ۱، ص ۱۱۷۔

۳۔ مسلم، کتاب الاشرار، باب اباحة النميد۔ نسائی کی روایت میں حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کے پاس ایک ککڑھی کا پیالہ تھا۔ اس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ میں نے اس پیالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اور اس طرح کی بعض دوسری عمدہ غذائیں استعمال فرمائی ہیں۔ ان سے عمدہ غذاؤں کا جواز نکلتا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں۔

علماء کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کھانے پینے میں تنوع اور صحت اختیار کرنا جائز ہے۔ سلف میں سے بعض نے اس کے خلاف رائے دی ہے لیکن اسے اس بات پر محمول کرنا چاہیے کہ کسی دینی مصلحت کے بغیر خوب کھانے پینے اور عیش و عشرت کی زندگی گزارنے کا عادی ہو جانا مکروہ ہے۔

ابو الحسن علی بن الفضل المقدسی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کہیں میں منقول نہیں ہے کہ آپ نے کسی کھانے سے محض اس لیے اجتناب کیا ہو کہ وہ عمدہ اور نفیس ہے بلکہ آپ جلوہ شہد، لکڑی اور کھجور (جسے لذیذ چیزیں بھی) کھاتے رہے ہیں۔ البتہ آپ اس میں تکلف کو ناپسند فرماتے تھے کیونکہ اس سے آدمی آخرت کے اعلیٰ مقاصد سے ہٹ کر دنیا کی خواہشات میں لگ جاتا ہے۔ علامہ قرطبی اسے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں اللہ نے چاہا تو اس مسئلہ میں یہ صحیح نقطہ نظر ہے۔

امام ابن قیمؒ کھانے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ بیان کرتے ہیں کہ جو موجود ہوتا اسے رد نہیں فرماتے اور جو موجود نہ ہوتا تب تکلف اسے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرتے تھے۔ پاک اور حلال چیزوں میں سے جو چیز بھی پیش کی جاتی تناول فرماتے الایہ کہ طبیعت اسے قبول نہ کرے اور کراہت محسوس ہو لیکن اسے حرام اور ممنوع نہیں قرار دیتے۔ کبھی کسی کھانے میں عیب نہ نکالتے۔ جی چاہا کھالیا اور جی نہ چاہا پھوڑ دیا۔

جو غذائیں آپ نے استعمال فرمائیں ان کے متعلق فرماتے ہیں جلوہ اور شہد استعمال فرمایا انھیں آپ پسند فرماتے تھے۔ اونٹ، بھیڑ، بکری، مرغی اور جباری (مرغابی جیسا ایک پرندہ) کا گوشت، اسی طرح جنگلی گدھے اور خرگوش کا گوشت تناول فرمایا۔ پھلی کھائی۔ علامہ ابن قیمؒ مزید فرماتے ہیں کہ آپ نے حسب ذیل غذائی اشیاء استعمال فرمائیں۔ کھجور اور چھوہارے خالص

یعنی کوہانی، شہد، رودھ اور نمید ہر طرح کا مشروب پلائی ہے۔ کتاب الاشرہ، باب ذکر الاشرہ المباحۃ

۱۔ نووی شرح مسلم ج ۵ جز ۱۳ ص ۲۲۷

۲۔ قرطبی: الجامع لاحکام القرآن ج ۴ جز ۷ ص ۱۷۷

اور پانی ملا ہوا دودھ، (شہد) پانی کے ساتھ شہد، نبید، خزیرہ جو دودھ اور آٹے سے بنتا ہے۔ کلمی کھجور کے ساتھ، پیسہ، روٹی سے کھجور، سرکے سے روٹی، ترید، جو گوشت اور روٹی سے تیار ہوتا ہے چربی گرم کر کے اس سے روٹی، کلمی بھنی ہوئی، گوشت کے پارچے (پسند سے) کی ہوئی، لوکی (کدو) اسے پسند فرماتے تھے، اہڑی والا گوشت، اثریدھی کے ساتھ، دہی، کلمی کھجور کے ساتھ، کھجور مکھن سے اسے پسند فرماتے تھے۔ فرماتے ہیں آپ کا اسوہ یہ تھا کہ جو میسر آتا تھا کھاتا تھا، فرماتے، میسر نہ ہوتا تو صبر فرماتے۔ آپ نے بھوک سے پیٹ پر پتھر بھی باندھے ہیں۔ کبھی مہینہ پر مہینہ گزار جاتا آپ کے کھر کا چولہا نہ جلتا۔

۱۔ ابن قیم: زاد المعاد ۲/ ۱۱۸ - ۱۱۹۔ امام ابن قیم نے جو تفصیلات بیان کی ہیں ان پر اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر وفاقہ کا جو ذکر کیا ہے اس سلسلہ کی بعض روایات یہاں پیش کی جا رہی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے۔ ما شیخ ال محمد من طعام ثلاثۃ ایام حتی قبض۔ بخاری، کتاب الاطعمہ، باب قول اللہ کلوا من طیبات ما رزقناکم، مسلم کتاب الزکوٰۃ والایقان، زکوة صلی اللہ علیہ وسلم (کے گھر والوں) نے تین دن (سلسلہ) میسر ہو کر نہیں کھایا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ما شیخ ال محمد من طعام سب ثلاث لیلال تباع حتی قبض۔ بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان یشئ لہی واصحابہ علیہ السلام کتابا لہ یزید وفاقہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آنے کے بعد سے وفات تک تین دن مسلسل کھیں نہیں کھایا) ایک روایت میں ہے۔ فرماتی ہیں: کان یأتی علینا الشہر ما لو قد فیہ نازل اسماء بنت ابی العاص۔ الا ان نؤتی باللحیم۔ بخاری مؤخر سالک (ہم ہر ایک ایک مہینہ گزارتا کہ ہم چھوٹا نہیں جلاتے تھے۔ بس کھجور اور پانی پر بسر ہوتی تھی۔) لایہ کہ کہیں سے کچھ گوشت آجاتا۔

حضرت عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا، ہم لوگ (کبھی) ایک ہلال کے بعد دوسرا اور تیسرا ہلال دیکھتے (سلسلہ دواہ گزار جاتے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی میں نے کہا اسے حالہ جان! آپ بزرگوں کی غذا کیا ہوتی تھی؟ فرمایا کھجور اور پانی۔ ابیہ بعض النصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی تھے ان کو دودھ والے جانور سے ہونے لگے وہ دودھ بھیج دیا کرتے تھے۔ یہ آپ ہیں پلانتے۔ (بخاری و مسلم، حوالہ سابق) آپ نے جو زمینیں برداشت کیں ان کی وجہ ابتدائی دور میں عسرت و تنگی اور غذائی قلت بھی ہو سکتی ہے اور فتوحات کے بعد انبار و ترخیز

اسلام جسم کے تقاضوں کو نظر انداز نہیں کرنا کہ اس سے رہبانیت اور دنیا سے تعلق کارخان پیدا ہوتا ہے۔ وہ تعیش اور تنعم کا بھی مخالف ہے۔ اس لیے کہ تعیش پسند آدمی کسی مقصد کے لیے معمولی سی تکلیف برداشت کرنے کا بھی حوصلہ کھو بیٹھتا ہے۔ اسلام حوالی مقاصد سامنے رکھتا ہے اس کے ساتھ تعیش کی زندگی میں نہیں کھاتی۔ وہ اس بات کو صحیح نہیں سمجھتا کہ آدمی تکلیفات کا اس قدر عادی ہو جائے کہ مشکلات حیات کو برداشت نہ کر سکے اور دشواریوں میں اس کے قدم لٹکھڑانے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اسی حقیقت کی شہادت دیتی ہے۔ آپ کو حلوہ اور شہد مرغوب تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عمدہ غذا میں اللہ کی نعمت میں ان کا استعمال نہ تو تقویٰ کے منافی ہے اور نہ مادیت پرستی ہے لیکن اس کے ساتھ جیسا کہ علامہ خطابی اور ابن تین نے کہا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کے اندر اس کی غیر معمولی خواہش اور طلب یا نی جاتی تھی یا اس کی تیاری میں اہل تعیش و تنعم کی طرح اتہام ہوتا تھا بلکہ جب آپ کے سامنے میٹھی چیز پیش کی جاتی تو آپ اسے رغبت کے ساتھ مناسب مقدار میں تناول فرماتے جس سے معلوم ہوتا کہ آپ اسے پسند فرما رہے ہیں۔

سادگی پسندیدہ ہے

اسلام ہر معاملہ میں سادگی چاہتا ہے۔ غذا کے بارے میں بھی اس کی یہی تعلیم ہے پر تکلف اور مرغی غذاؤں کا استعمال نہ صرف یہ کہ مفید نہیں بلکہ سخت مضر اور نقصان دہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مظاہرہ بتاتا ہے کہ آپ کی غذا بہت سادہ تھی۔ حضرت سہیل بن سعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشت سے

تہ اور ٹریوں اور نادروں کے ساتھ چہرہ دی بھی یہ ساری تفصیلات بتاتی ہیں کہ آپ نے مختلف اوقات میں اچھی غذائیں استعمال فرمائیں، کسی عرصہ غذا سے احتراز نہیں فرمایا لیکن ساتھ ہی دین کی خاطر آخر وقت تک سخت سے سخت کھنٹیں بھی کھائیں۔ دنیا کی لذتوں اور راحتوں کو کسی سزا میں حاصل نہ کریں۔

سلسلہ ابن جوزی، اخباری، ۵۵۷، یہی بات حافظ ابن حجر نے دوسری جگہ ابویسحاق دارمی کے حوالے سے بھی کہی ہے۔ ۱۰۰/۱۰۱

لے کر وفات تک چھپنے ہوئے آٹے کی سفید روٹی نہیں دیکھی۔ آپ نے چھلنی بھی نہیں دیکھی۔ حضرت سلمہ نے دریافت کیا کہ کیا آپ لوگ آٹا پھانے بغیر استعمال کرتے تھے؟ حضرت سہلؓ نے فرمایا کہ گہیوں پینے کے بعد اس میں پھونک مار کر بھوسی اڑا دیتے۔ اس سے چھلنی بھوسی نکلتی ہوتی نکل جاتی جو بیچ جاتا اسے پانی میں بھگو دیتے (اسی کی روٹی ٹپک جاتی)۔

عرب میں چھلنی کا رواج نہیں تھا لیکن قریب کے علاقوں شام وغیرہ میں رواج تھا۔ آپ جانتے تو اس کا استعمال ہو سکتا تھا لیکن آپ نے استعمال نہیں فرمایا۔ اس سے آپ کی سادگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ طبی نقطہ نظر سے بھی مفید ہے چھلنی کے ذریعہ بھوسی الگ ہو جاتی ہے اور نرم و ملائم آٹا باقی رہ جاتا ہے۔ اس کی روٹی کھانے میں لذیذ تو ہوتی ہے لیکن معدہ کے لیے نقصان دہ ہے۔ بھوسی کے شامل ہونے کے بعد تجربہ بتاتا ہے اور طب اس کی تائید کرتی ہے کہ روٹی معدہ پر گراں نہیں ہوتی۔ اس سے ہضم میں مدد ملتی ہے اور قبض رفع ہوتا ہے۔ بھوسی کا استعمال بعض جنسی امراض میں بھی مفید ہے۔ اس میں بعض ایسے قیمتی و ٹامن پائے جاتے ہیں جو صحت کے لیے بہت ضروری ہیں۔ آج کے ترقی یافتہ ممالک میں بھوسی کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر آٹے میں متعین مقدار میں اسے ملانے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انسؓ کی خدمت میں موجود تھے ان کا نام بانی ان کے پاس تھا، انھوں نے ہم سے فرمایا۔

ما اکل النبی صلی اللہ علیہ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی بڑی
وسلم خبز امرق و قاولا شاة	پتلی روٹی کھائی اور نہ بھی ہوئی بکری۔
مسموطت حتی لقی اللہ	یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گئے۔

سہ بخاری، کتاب الاطعمہ، باب النفع فی الشیرینز باب ما کان النبیؐ و اصحابہ یا کھوں۔

سہ بے چھنے آٹے یا بھوسی کی افادیت اپنی جگہ مسلم لیکن یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ چھلنی کا استعمال ناجائز نہیں ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں چھلنی کا مقصد غذا کو صاف کرنا ہے۔ یہ چیز جب تک عیش اور تنعم کی حد کو نہ پہنچ جائے صحت مند ہے۔ احیاء العلوم: ۳/۲

سہ بخاری، کتاب الاطعمہ، باب الخبز المرقق، بعض اور روایات میں اس کا پس منظر بیان ہوا ہے۔ اس =

اور پر کی حدیث میں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے چھٹا آنا استعمال فرماتے تھے چھٹے ہوئے آٹے کی سفید روٹی آپ نے دکھی تک نہیں یہی بات اس حدیث میں اس طرح کہی گئی ہے کہ آپ نے 'خنزرق' یعنی تلی روٹی جو بڑی بڑی پکائی جاتی تھی کبھی نہیں کھائی۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جہنی ہوئی بکری کبھی استعمال نہیں کی۔

اس کے لیے 'شاہ موطنہ' کا لفظ آیا ہے۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ بکری کا چھوٹا سا بچہ ذبح کر کے کھولتے ہوئے پانی سے اس کے بال اور رواں نکال دئے جاتے او کھال کے ساتھ اسے بھون دیا جاتا کبھی براہ راست آگ پر اور کبھی پتھر گرم کر کے اس پر بھونا جاتا۔ یہ خوش حال لوگوں کا طریقہ تھا۔ وہ آسانی سے پھوٹے جانور ذبح کر سکتے تھے لیکن کسی غریب اور نادار شخص کے لیے یہ تکلف مشکل تھا۔ وہ یہ سوچتا کہ بکری بڑی ہوگی تو کام آئے گی، بچے دے گی، اس کا دودھ استعمال کرے گا۔ بعد میں ذبح بھی کرے گا تو اس کا گوشت کھانے کا اور کھال استعمال کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معیار زندگی غریبوں سے قریب تر تھا۔ آپ نے اس طرح بھنا ہوا بکری کا بچہ استعمال نہیں فرمایا۔ اس سے ہٹ کر گوشت اہل عرب کی غذا کا ضروری جزو تھا۔ آپ کی غذا میں بھی شامل تھا۔ آپ نے گوشت کے مختلف اجزاء کھائے ہیں اچھا اور ملائم گوشت پسند فرمایا ہے اور بھنا ہوا گوشت بھی کھایا ہے۔ شانہ اور دست کا گوشت عیہ اور نفیس ہوتا ہے، جلد تیار ہوتا اور جلد بھرم ہوتا ہے۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھنا ہوا بازو پیش کیا۔ آپ نے تناول فرمایا۔ اس کے بعد پیٹے سے ہو وضو تھا اس سے نماز پڑھی (الک سے) وضو نہیں فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا اور دست پیش کیا گیا۔ آپ کو دست پسند تھا۔ دندان مبارک سے ٹون کر اسے کھایا۔

سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انس کے لیے دسترخوان بچھا، دو طرح کے کھانے چنے جاتے، نان، بانی مدہ قسم کا سفید و نظام آٹا گھی میں گوندہ کر روٹی لکاتا، وہ احباب کو کھاتے اور بتاتے کہ آج یہ خوش حالی میسر ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی سخت اور عسرت کی زندگی گزار دی اور میاں میں دینا سے تشریف لے گئے۔ فتح الباری: ۵۳۱/۷۰۔ سلمہ ترمذی، کتاب الاطعمہ، باب ماجاء فی الاکل اشواء، نسائی، کتاب البھارہ، باب ترک البھور، ما قرئت النار۔ کھانے کے بعد وضو ضروری ہے۔ یہ باتیں اس سے متعلق مزید روایات آگے آ رہی ہیں، وہیں اس پر بحث بھی ہوگی۔ سلمہ ترمذی، کتاب الاطعمہ، باب ماجاء فی ای اللحم کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بڑی کا گوشت بہت عمدہ ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں، گوشت لگی ہوئی ہڈیوں میں بکری کی بڑی جس پر گوشت ہو آپ کو زیادہ پسند تھی۔
عبداللہ بن حارث بن جزا الزہیدی کہتے ہیں کہ ہم نے مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھنا ہوا گوشت کھایا۔ اتنے میں اقامت کہی گئی ہم نے ہاتھ کنکریوں (دریت) پر رگڑ کر صاف کیے اور نماز پڑھی۔ وغیرہ نہیں کیا۔

ان واقعات سے جو مختلف سیاق و سباق میں ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت مرغوب تھا۔ آپ نے گوشت روٹی کے ساتھ بھی کھایا اور کبھی کسی چیز کے بغیر صرف گوشت بھی تناول فرمایا ہے۔

غذا ذوق اور مزاج کے مطابق ہو۔

غذا ایسی ہونی چاہیے، جو صحت کے لیے مفید ہو۔ ایسی چیزوں کے استعمال سے احتراز کرنا چاہیے جو صحت اور تندرستی کے لیے نقصان دہ ہوں۔ اسی طرح جو چیزیں اچھی لگیں اور جن کی خواہش اور طلب طبیعت میں پائی جائے وہی غذا میں شامل ہونی چاہیں۔ غیر مرغوب اور ناپسندیدہ غذا کو طبیعت قبول نہیں کرتی، اور اس سے پورا فائدہ نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب کھانا آتا تو اس کے بارے میں دریافت کرتے۔ اگر مزاج کے مناسب ہوتا تو استعمال کرتے ورنہ استعمال نہیں فرماتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں:

وكان قل ما تقدم بيده

آپ اپنا ہاتھ کسی کھانے کی طرف

کم ہی بڑھاتے تھے جب تک کہ اس کے

بارے میں گفتگو نہ کی جائے اور بتا دیا جائے۔

لطعام حتى يجد مثابه

وینسٹی لہ

چنانچہ ایک مرتبہ آپ کے سامنے بھنا ہوا گوشت آیا۔ جب بتایا گیا کہ یہ گوہ کا گوشت ہے تو آپ نے نہیں کھایا، حضرت خالد بن ولید نے پوچھا کہ کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا حرام نہیں ہے۔ ہمارے علاقہ میں نہیں ہوتا اس لیے کہ بہت ہو رہی ہے۔

۱۔ ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب فی اکل اللحم

۲۔ مسند احمد، نم/ ۱۹۰-۱۹۱

۳۔ بخاری، کتاب الاطعمہ، باب ما کان البنی لایاکل حتی یسئلہ فی علم ما ہو۔

حلال کو حرام نہ کر لیا جائے

ذوق اور مزاج کی اہمیت ہے۔ اس پر پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔ لیکن جو چیزیں حلال اور طیب ہیں ان سے خود بخود اجتناب صحیح نہیں ہے۔ عملاً حلال کو حرام اور مباح کو ممنوع قرار دے لینا مزاج شریعت کے خلاف ہے۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

ان من الطعام طعاما
التحريم منه
آپ نے فرمایا :-

کھانوں میں ایک کھانا ایسا ہے کہ اس
کے کھانے میں مجھے تکلف اور حرج محسوس ہوتا ہے۔

لا يتخلصن في نفسك
شيء من ضارعت منه
التصراية له

تمہارے دل میں ایسی کوئی چیز ٹھنک
اور تردد نہ پیدا کرے کہ اس کی وجہ
سے تم نہرانیّت سے شائبہ اختیار کرو۔

جن غذاؤں کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرا دیا ہے ان کے علاوہ سب ہی غذائیں حلال ہیں۔ ان کے جواز میں شک و تردد اور ان کے استعمال میں بلاوجہ تکلف اور تاثر رہبانیت کی طرف لے جاتا ہے۔ اس معاملہ میں شریعت کا اصول حضرت عبد اللہ بن عباس اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

اہل جاہلیت بعض چیزیں (بغیر کسی کراہت کے) کھاتے اور بعض چیزوں کا کھانا ان کو ناپسند تھا۔ اس حال میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بشت سے نوازا اپنی کتاب نازل کی، حلال کو حلال کیا اور حرام کو حرام ٹھہرایا۔ اس نے جس چیز کو حلال قرار دیا وہ حلال ہے اور جسے حرام کہا وہ حرام ہے اور جس چیز کا ذکر نہیں کیا اس نے اس سے درگزر کیا۔ (اس کے کھانے پر مواخذہ نہ ہوگا) ^۱

۱۔ البوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب کراہیۃ التقذر للطعام۔ مسند احمد : ۲۲۶/۵

۲۔ البوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب مالایذکر تخریم

غذائیں ایک دوسرے کی معاون ہوں

کھانے میں ایک سے زیادہ چیزیں ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا خیال فرماتے تھے کہ وہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ایک دوسرے کی معاون ہوں اور ان کا ایک ساتھ استعمال نقصان دہ نہ ہو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے اور فرماتے کہ کھجور کی حدت کو ہم ککڑی کی ٹھنڈک سے توڑتے ہیں۔

اسی طرح روایت میں آتا ہے کہ آپ کھجور کے ساتھ مکھن استعمال فرماتے تھے۔ یہ دونوں چیزیں بھی اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ایک دوسرے کی معاون ہیں۔ کھجور کی خشکی مکھن سے دور ہوتی ہے۔

گندگی کھانے والے جانور نہ کھائے جائیں

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ غذا صاف ستھری اور گندگی اور آلائش کے اثرات سے بالکل پاک ہو۔ اس مقصد سے اس نے ان حلال جانوروں کا بھی گوشت کھانے اور دودھ پینے سے منع فرمایا ہے جو گندگی کھانے کے عادی ہیں۔ اس لیے کہ اس کے اثرات دودھ اور گوشت میں بھی منتقل ہوتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت ہے:

نہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
عن اکل جبالۃ
والباہنا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
گندگی کھانے والے جانور کے کھانے
اور اس کا دودھ استعمال کرنے سے
منع فرمایا ہے۔

اس سلسلہ کی بعض اور روایات بھی موجود ہیں۔ علامہ خطابی کہتے ہیں کہ گندگی

۱۔ ابو داؤد، کتاب الاطعمہ، باب الاقران فی التمر عند الاکل۔ ۲۔ حوالہ سابق

۳۔ ابو داؤد، کتاب الاطعمہ، باب النهی عن اکل الجبالۃ والباہنا۔

ترجمہ، ابواب الاطعمہ۔

کھانے والے جانوروں کا گوشت کھانے سے ممانعت کے لیے پانچ صفائی اور نفاخت کا تصور ہے۔ اس لیے کہ گندگی جس جانور کی غذا ہوگی اس کے گوشت میں بھی بدبو پائی جائیگی۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ گندگی اس کی زیادہ تر غذا ہو۔ لیکن اگر گھاس اور دانہ کے ساتھ گندگی بھی کھائے تو اسے جلا کر گندگی کھانے والا جانور نہیں کہا جائے گا۔ اس کی مثال مرغی جیسے حیوان کی ہے کہ بسا اوقات وہ گندگی کھا لیتی ہے لیکن یہ اس کی عام غذا نہیں ہے۔ اس لیے اس کا کھانا مکروہ نہیں ہے۔

فقہاء کے درمیان گندگی کھانے والے جانور کے گوشت اور دودھ کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ، ان کے اصحاب، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ایسے جانور کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔ ان حضرات کے نزدیک اگر اسے کچھ دن گندگی کھانے نہ دیا جائے اور دوسرا چارہ دیا جاتا رہے اور اس کا گوشت خوش گوار ہو جائے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اس طرح کی گلے کو چالیس دن تک الگ سے چارہ کھایا جائے پھر اس کا گوشت کھایا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (اس طرح کی) مرغی کو تین دن تک گندگی کھانے سے بچائے رکھتے اس کے بعد ذبح کرتے۔

(بعض فقہاء کے ہاں اتنی شدت نہیں ہے) احناف بن راہویہ کہتے ہیں کہ ایسے جانور کا گوشت کھایا تو جاسکتا ہے البتہ اسے اچھی طرح دھولینا چاہیے۔
حضرت حسن بصریؒ اس گوشت کے کھانے میں کوئی حرج نہیں محسوس کرتے۔
امام مالک کی بھی یہی رائے ہے بلکہ اس مسئلہ میں پہلی رائے جمہور کی رائے ہے اور یہ اسلام کے مزاج سے قریب تر ہے۔

کھانے میں صفائی کا خیال رکھا جائے

کھانے میں صاف ستھری چیزیں استعمال کرنی چاہیں۔ گندی غذا یا ریوں کو ختم دینی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ پرانی

کھجوریں پیش کی گئیں، آپ نے (انہیں کھانے سے پہلے) باریک کپڑے ان میں سے ڈھونڈ کر نکالے۔ (اور صاف کیا) ^{۱۱}

عبداللہ بن ابی طلحہ نے بیان کرتے ہیں کہ آپ کے سامنے پرانی کھجوریں لائی جائیں، تو آپ ان میں جو کپڑے ہوتے تھے، انہیں خوب اچھی طرح نکال دیتے تھے۔ ^{۱۲}

کھانے کے برتن کھلے نہ رکھے جائیں

غذا میں پاکی صفائی کا جو اہتمام مطلوب ہے اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کھانے پینے کی چیزیں ڈھک کر رکھی جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ کھانے پینے کے برتن کھلے نہ رکھے جائیں۔ اس لیے کہ کھلے برتنوں میں ایک تو کھانا گرد و غبار سے محفوظ نہیں رہ سکتا دوسرے یہ کہ ان پر مکھیاں اور مچھر وغیرہ آسانی سے گندگی پھیلا سکتی ہیں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو دھکا پیالہ لے گیا پیالہ ڈھکا ہوا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: تم نے اسے ڈھکا نہیں۔ کچھ نہیں تو لکڑی کا ایک ٹکڑا ہی اس پر رکھ دیتے تھے تاکہ ڈھکنے کی عادت باقی رہے۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پانی طلب فرمایا، تو ایک شخص نے عرض کیا کہ آپ پسند فرمائیں تو نمید پیش کی جائے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا۔ وہ دوڑا ہوا گیا اور ایک پیالہ میں نمید لایا۔ آپ نے فرمایا اسے تم نے ڈھکا نہیں، ایک لکڑی کے ٹکڑے ہی سے اسے ڈھک دیتے تھے۔

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اذا كان جنح الليل.....	جب رات ہو تو..... اپنے
ادكوا اقر بكم واذكروا	مشکیزوں کے منہ بند کرو اور اللہ
اسم الله وهمروا انيتكم	کا نام لو، اپنے برتنوں کو ڈھک دو،

۱۱۔ ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب نقیش التمر عند الاکل

۱۲۔ مسلم، کتاب الاشربة، باب استحباب تخمير الاناء،

۱۳۔ حوالہ سابق۔

وَأَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلِيَدَانَ تَعْرِيضًا
 عَلَيْهِمْ شَيْئًا وَلَا طِفْئًا
 مَصَابِيحَكُمْ لَهُ

اور اللہ کا نام پڑھنا، ڈھکنے کے لیے کوئی
 برتن نہ ملے تو ان کے اوپر کوئی بھی چیز
 رکھ دو اور اپنے چراغ بجھا دو۔

اسی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: خمر والطعام والشراب کھانے
 اور پینے کی چیزوں کو ڈھک دو۔
 بعض حدیثوں میں کھانے کے برتنوں کو ڈھکنے کا حکم مطلق آیا ہے۔ ان میں
 رات یا دن کی کوئی قید نہیں ہے۔

اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے۔ اس پر جس طرح رات میں نفل ہوگا اسی طرح
 دن میں بھی ہوگا۔ تلپہاں رات کا ذکر خاص طور پر اس لیے ہے کہ رات میں زیادہ احتیاط کی
 ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے کوئی بھی چیز کھانے کو نہ صرف ناپاک بلکہ زہر آلود کر سکتی ہے۔

۱۔ حوالہ سابق، ۲۔ بخاری، کتاب الاشریہ، باب تعطیہ الاذان ۳۔ شرح مسلم ج ۵، جز ۱۳، ص ۱۸۰

اعلان ملکیت مسہ ماہی تحقیقات اسلامی فارم پر رول

- ۱۔ مقام اشاعت: پان والی کوٹھی۔ دودھ پور علی گڑھ یوپی
- ۲۔ نوعیت اشاعت: سرہای
- ۳۔ پرنٹر پبلشر: سید جلال الدین عمری
- ۴۔ قومیت: ہندوستانی
- ۵۔ ایڈیٹر: سید جلال الدین عمری
- ۶۔ ملکیت: ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی
- ۷۔ پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ، یوپی
- ۸۔ بنیادی ارکان کے اسمائے گرامی

(م) جناب مین امین رضوی (رکن) دانشاگاؤن نئی دہلی۔

(۵) ڈاکٹر محمد رفعت، رشیدیہ انڈرس، جامعہ ملیہ، نئی دہلی۔

(۶) مولانا کوثر عزیز دانی ۱۳۵۲۔ بازار جتلی قبر، دہلی۔

(۷) بی بی کے عبداللہ صاحبہ الاقصی کنڈری ہاؤس ایبیری کالج

(۸) ڈاکٹر حمید اللہ، منزل منزل کمپیٹیکس، علی گڑھ

(۹) ڈاکٹر احمد سجاد، بریالہ ہاؤسنگ سوسائٹی، کانوئی طارق نزل یوپی

(۱۰) مولانا سید حامد علی، جامعہ ملیہ نجف پور کواٹرس، دہلی۔

(۱۱) سید جلال الدین عمری (سرکریٹری)

پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔

مندرجہ معلومات میرے علم و یقین کی حد تک بالکل درست

ہیں۔

پبلشر: سید جلال الدین عمری

(۱) مولانا میرو فاروق خاں (صدر) ۱۳۵۲، بازار جتلی قبر، دہلی

(۲) جناب سید یوسف، (رکن) ابوالفضل انجمن، نئی دہلی

(۳) ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی، فریدی ہاؤس سرسید گڑھی گڑھ